السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بعض لوگ انفرادی اصلاح کو درخوراعتنا نہیں سمجھتے کہ ایک دو یا چند اشخاص کی اصلاح ہونے یا نیک بننے سے ایک بگڑے ہوئے معاشرے پر کیا اثر پڑ سکتا ہے؟ ان افراد کی ایسی سوچ کی اصلاح کے لیے راہنمائی کریں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

تمام افرادمعاشرے کی مختلف کڑیاں ہیں۔ انفرادی اصلاح سے ہی اجتماعی اور معاشرتی اصلاح کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ تاریخ انسانی ایسے افراد سے بھری پڑی ہے جنھوں نے اکیلے یا کم ہونے کے باوجود کایا پلٹ کر رکھ دی۔ انبیاء ورسل کی دعوت اسی حقیقت کی غماز ہے۔ جو تربیت واصلاح کا علم اٹھائے اِن أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ (ھود11/88) کی صدا بلند کرتے رہے۔ یہ ایک ہی شخص تھا جس کے بارے میں الطاف حسین حالی مدسس میں لکھتے ہیں:

اُتر کر حرا سے سُوئے قوم آیا

اوراس نسخہ کیمیا ساتھ لایا

مسِ خام کو جس نے کندن بنایا

کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا

عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا

پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا

اِدھر سے اُدھر پھر گیا رخ ہوا کا

انفرادی اصلاح کے کس قدر دُوررس نتائج برآمد ہوتے ہیں، اس سلسلے میں درج ذیل باتیں ملحوظ رکھنا ضروری ہیں:

1۔ جو لوگ اسلامی تعلیمات پر عمل کر کے معاشرے میں اچھے فرد بنیں گے وہ خود دنیا میں بھی سکون کی زندگی گزاریں گے اور آخرت میں بھی اجروثواب کے مستحق ہوں گے۔

2۔ برائی کر کے جو وہ شر پھیلاتے اس سے بچیں گے اور اس طرح لوگ ان کے شر سے محفوظ رہیں گے۔

3۔ نیکی کی مثال ایک روشنی کی سی ہے۔ اگرچند لوگ بھی نیکیاں کریں گے تو گو مدھم ہی سہی مگر نیکیوں کی روشنی ضرور پھیلے گی۔ اس روشنی یعنی نیکی سے لوگ فائدہ اٹھائیں گے۔

4۔ ہوسکتا ہے ان کی دیکھا دیکھی کچھ اور لوگ بھی اچھے عمل کرنے لگیں۔ اسی طرح دیے سے دیا جلتا آیا ہے۔ بہر حال ایک شخص بھی اگر یہ تہیہ کر لے کہ اسلامی تعلیمات کو اپنے اوپر نافذ کرے گا تو اس کے بھی بہت سے فائدے ہیں۔

اس دور میں عموماً رواج ہوگیا ہے کہ جب کچھ لوگ مل کر بیٹھتے ہیں تو معاشرے پر تنقید کرتے ہیں۔ ہر شخص کو دوسروں کی اصلاح کی فکر رہتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت سے لوگوں کو، جو خود بھی کسی نہ کسی برائی میں مبتلا ہوتے ہیں، دوسروں کی برائیں زیادہ بھیانک دکھائی دیتی ہیں اور جو کچھ وہ خود کرتے ہیں وہ انہیں بہت ہلکی بات معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً جو رشوت خور ہے وہ دواؤں اور غذاؤں میں ملاوٹ کرنے والے کو برا کہتا ہے۔ جو ملاوٹ کرنے کا مجرم ہے وہ ذخیرہ اندوزی کرنے والوں پر برہم ہوتا ہے۔ جو ذخیرہ اندوز ہے وہ ان سرکاری ملازمین سے نالاں ہے جو اپنے فرائض منصبی سے غفلت برتتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے مجرم بھی اپنے سے مختلف جرم کرنے والوں کو برابھلا کہتے دکھائی دیتے ہیں۔ اگر محض دوسروں کی اصلاح کی بجائے ہر ایک کو اپنی اصلاح کی فکر ہوجائے تو معاشرہ درست ہوسکتا ہے۔ انسان کے اختیار میں سب سے زیادہ اس کی اپنی ذات ہے۔ جو شخص اپنی ذات پر اسلام نافذ نہیں کرسکتا وہ دوسروں پر کیا نافذ کرے گا۔ (مجلہ فکرونظر، مارچ، اپریل 1983ء، نفاذِ شریعت نمبر)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب